عید الاضحیٰ کی قربانی

ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے

مفتی ندیم احمد انصاری

دارالافتاء نالاسوپارہ

تفصیلات

عنوان: عیدالاضحیٰ کی قربانی ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے

مصنف: حضرت مفتی ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

محرک: دارالافتا، نالاسوپارہ

ناشر: الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

اشاعت: جولائی، ۲۰۲۲ء

ویب سائٹ: www.afif.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور آپ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي. [ترمذی:1507]

(۲) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ. [بخاری:5553، مسلم:1966]

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا. [ابن ماجہ: 3123، مستدرک حاکم: 7656]

(۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، حضرت نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع کے موقع پر) تشریف لائے۔ آپؓ مکہ معظّمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقامِ سرف میں حائضہ ہوگئی تھیں، اس وقت آپؓ رو رہی تھیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ کیا تمھیں حیض کا خون آنے لگا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے، تم حاجیوں کی طرح اعمالِ حج کرلو، صرف طوافِ کعبہ مت کرنا۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر جب ہم منیٰ میں تھے تو ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا لَكِ أَنَفِسْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ. [بخاری:5548، مسلم:1211]

(۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دو مینڈھے، خصی، سینگوں والے، اور چتکبرے ذبح فرمائے۔ ذبح کے وقت آپ نے انھیں قبلہ رخ کیا اور فرمایا: میں اپنا رخ اس ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی اور یہ کہ میں پوری یکسوئی کے ساتھ دینِ ابراہیم پر قائم، اور شرک کرنے

والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز اور میری تمام عبادتیں اور میرا جینا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں حکم کی اطاعت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی عطا سے ہے اور تیری ہی رضا کے لیے ہے، محمد کی طرف سے، اور اس کی امت کی طرف سے، اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ذبح فرمایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ذَبَحَ.

[ابوداود:2795]

قربانی اور زکاۃ کے نصاب میں فرق

قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے اور جس طرح زکوٰۃ ادا کرنا مخصوص شرائط کے ساتھ ہر صاحبِ نصاب پر الگ الگ ضروری ہوتا ہے، اسی طرح قربانی بھی مخصوص شرائط کے ساتھ ہر صاحبِ نصاب پر علاحدہ علاحدہ واجب ہوتی ہے، البتہ دونوں میں نمایاں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے نصاب پر سال گزرنا اور موجود مال کا مالِ نامی ہونا ضروری ہے اور قربانی کے لیے نصاب پر سال گزرنا ضروری

ہے نہ موجود مال کا مالِ نامی ہونا۔

الأضحية واجبة على كل حرٍ مسلمٍ مقيمٍ موسرٍ في يوم الأضحى عن نفسه۔[الہدایہ:4/443]

وهي واجبة على الحر المسلم المالك لمقدار النصاب فاضلاً عن حوائجه الأصلية، كذا في الاختيار شرح المختار، ولا يعتبر فيه وصف النماء، ويتعلق بهذا النصاب وجوب الأضحية، ووجوب نفقة الأقارب، هكذا في فتاوى قاضي خان.[الہندیۃ:1/191]

ایک بکرا پورے گھر کی طرف سے

❑ عطا بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانیاں کیسے ہوتی تھی؟ انھوں نے کہا: ایک آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا، وہ لوگ (اُس سے) خود کھاتے تھے اور دوسروں کو کھلاتے تھے، یہاں تک کہ لوگ فخر ومباہات کرنے لگے، اور اب یہ صورتِ حال ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، يَقُولُ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ، وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَيَأْكُلُونَ، وَيُطْعِمُونَ، حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى.

❑ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسنِ صحیح ہے۔ راوی عمارہ بن عبداللہ مدنی ہیں، ان سے مالک بن انس نے بھی روایت کی ہے۔ بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے۔ ان دونوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھے کی قربانی کی اور فرمایا: 'یہ میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے، جنھوں نے قربانی نہیں کی ہے'۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں: ایک بکری ایک ہی آدمی کی طرف سے کفایت کرے گی۔ عبداللہ بن مبارک اور دوسرے اہلِ علم کا یہی قول ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَعُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ: مَدَنِيٌّ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: "وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشٍ، فَقَالَ: هَذَا عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي"، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا تُجْزِي الشَّاةُ إِلَّا عَنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. [ترمذی: 1505]

❑ امام محمدؒ فرماتے ہیں: ایک بکری جو واجب قربانی کے طور پر دو یا تین افراد کی طرف سے ذبح کی جائے تو یہ کافی نہیں ہے، ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے جائز ہے اور یہ امامِ اعظم اور ہمارے جمہور فقہا رحمہم اللہ کا قول ہے۔

فأما شاة واحدة تذبح عن اثنين او ثلثة اضحية فهذه لا يجزئ و لا

یجوز شاۃ الا عن واحد و ھو قول ابی حنیفۃ و العامۃ من فقھائنا۔

[مؤطا امام محمد، صفحہ 282، کراچی]

قابلِ غور پہلو

عبادتیں عام طور سے ہر شخص پر الگ الگ واجب ہوتی ہیں، چند لوگوں کے کر لینے سے مابقی کی جانب سے ادا نہیں ہوتیں، اس کے باوجود ایک خاص طبقے کی جانب سے اس مسئلے میں امت کے عوام کو تشکیک میں مبتلا کرنا زیادتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں؛

❑ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ ہر صاحبِ نصاب کے ذمّے الگ الگ قربانی واجب ہے، ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی۔ حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ 'قربانی' ایک عبادت ہے اور عبادت ہر ایک انسان پر الگ الگ فرض ہوتی ہے، عبادت میں ایک آدمی دوسرے کی طرف سے قائم مقامی نہیں کرسکتا۔ جس طرح زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب پر الگ الگ فرض ہے، اسی طرح قربانی بھی ہر ایک پر الگ الگ واجب ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قربانی الگ فرماتے تھے اور ازواجِ مطہراتؓ کی طرف سے الگ قربانی فرمایا کرتے تھے (جیسا کہ اوپر حدیث میں گزرا)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک قربانی سب کی طرف سے کافی نہیں۔

❑ اس کے علاوہ حنفیہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر قربانی گھر کے سارے افراد کی طرف سے کافی ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بالفرض اگر ایک گھر میں پچاس آدمی رہتے ہیں تو ایک بکری پچاس افراد کی طرف سے کافی ہو جائے گی، حالاں کہ نصوص کی روشنی میں یہ بات

متفق علیہ ہے کہ ایک بکری بڑے جانور کے ساتویں حصے کے برابر ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر بڑے جانور کا ساتواں حصہ سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا، تو پھر بڑے جانور کے اندر صرف سات افراد نہیں، بلکہ سات سو افراد کی قربانی ہو سکے گی، جو واضح طور پر نصوص کے خلاف ہے۔

❑ اس لیے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی (اس) حدیثِ باب کو ثواب میں شرکت پر محمول کیا جائے گا، یعنی ایک شخص اپنی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے اور اس کے ثواب میں اپنے سارے اہلِ بیت کو شریک کر لے تو یہ جائز ہے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مینڈھا اپنی طرف سے قربان فرمایا اور دوسرا مینڈھا قربان کر کے فرمایا ھذا عن من لم یضحِ من امتی۔ یعنی میری امت میں سے جو لوگ قربانی نہ کر سکیں، ان کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چوں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے ایک مینڈھا قربان فرما دیا، اس لیے اب امت کی طرف سے قربانی ساقط ہوگئی، بلکہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ مَیں اس کے ثواب میں ساری امت کو شریک کرتا ہوں۔ یہی مراد حدیثِ باب میں ہے کہ بعض اوقات گھر کے اندر ایک ہی شخص کے ذمّے قربانی واجب ہوتی، باقی لوگ چوں کہ صاحبِ نصاب نہ ہوتے، اس لیے ان کے ذمّے قربانی واجب نہ ہوتی، لیکن قربانی کرنے والا اپنے گھر کے تمام افراد کو اس کے ثواب میں شریک کر لیتا۔ اس حدیث میں حضرت ابوایوب انصاریؓ اسی کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ شخص ثواب میں اپنے اہلِ بیت کو شامل کرتا تھا، یہاں تک لوگوں نے مفاخرت کے طور پر ان افراد کی طرف سے قربانی شروع کر دی، جن کے ذمّے قربانی واجب نہیں تھی۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ اس پر نکیر فرما رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں اس طرح مفاخرت کے طور پر قربانی کرنے کا رواج نہیں تھا، جیسے آج رائج ہے۔ یہ مراد نہیں کہ جب ایک آدمی اپنی طرف سے قربانی کرے تو سب کی طرف سے واجب قربانی ساقط ہو جاتی ہے۔ [دیکھیے درسِ ترمذی:160-2/159] مفاخرت کبھی بیش قیمت جانور میں ہوتی ہے اور کبھی قربانیوں کی تعداد میں۔ [تحفۃ الالمعی:4/438]

❑ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ صاحبِ نصاب ذی وسعت ہے، پس اگر ایک گھر میں دو شخص صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں پر قربانی واجب ہوگی اور چار ہوں تو چاروں پر اور ایک ہو تو ایک پر۔ ہاں ہر فرض عبادت کی طرح اس کا بھی حال ہے؛ چار رکعت فرض ظہر ادا کرنا ہر شخص پر فرض ہے پھر اسے اختیار ہے کہ چار رکعتیں مزید نفل پڑھ کر اس کے ثواب میں اپنے گھر والوں کو، خاندان والوں کو شریک کرلے۔ الافضل لمن یتصدق ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئ۔ [الدر المختار، کتاب الزکاۃ، 2/351،سعید] زکوٰۃ فرض ادا کرکے بہ طور نفل مزید صدقہ کرے اور اس میں گھر والوں، خاندان والوں کو شریک کرلے، اسی طرح قربانی واجب ادا کرکے اسے حق ہے کہ مزید ایک نفلی قربانی کرکے اس کے ثواب میں سب گھر والوں کو بلکہ تمام امت کو شریک کرلے۔ آں حضرت ﷺ کی قربانی تمام اہلِ بیت یا آلِ محمد ﷺ یا امتِ محمد ﷺ کی طرف سے اسی پر محمول ہے کہ یہ قربانی نفلی ہوتی تھی اور اس میں خاندان یا امت کو ثواب کا شریک کرلیتے تھے، ورنہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک بکرا یا مینڈھا تمام امت کی طرف سے ادائے واجب کے لیے کافی ہوتا تو جن حدیثوں میں بڑے جانور کو سات کی

طرف سے معین کیا گیا، اس کے کیا معنی ہوں گے؟ بڑے جانور میں اگر آٹھ شریک ہوجائیں تو بہ مقتضاے تحدید البقرة عن سبعة قربانی جائز نہ ہوگی، ورنہ تحدید بے کار ہوجائے گی اور ظاہر ہے کہ ایک بھیڑ کا تمام امت کی طرف سے ہوجانا اور بڑے جانور کا آٹھ نو کی طرف سے نہ ہونا غیر معقول ہے، پس صحیح یہ ہے کہ قربانی ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے اور نفلی قربانی کا ثواب تمام گھر والوں کو یا تمام امت کو بخشا جاسکتا ہے، مگر قربانی ایک ہی کی ہوگی اور بڑے جانور میں فرض قربانی والے یا نفل قربانی کرنے والے سات ہی شریک ہوں گے، جو فرض والے تھے ان کا فرض ادا ہوگا اور جس کا حصہ نفلی قربانی تھا وہ اپنی قربانی کے ثواب میں دس بیس آدمیوں بلکہ تمام امت کو شریک کرسکتا ہے۔ [دیکھیے کفایت المفتی:8/182]

❑❑❑❑

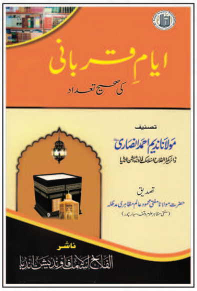

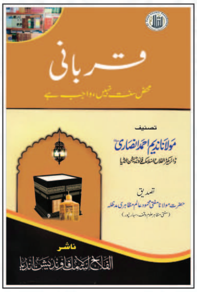

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

Al Falah International Foundation